اسلام کے اصولِ حکمرانی

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ظہور اسلام کے ساتھ جو مسلم معاشرہ وجود میں آیا اور پھر ہجرت کے بعد سیاسی طاقت حاصل کر کے جس ریاست کی شکل اس نے اختیار کی، اس کی بنیاد چند واضح اصولوں پر تھی۔ ان میں سے اہم تر، جن کا تعلق ہماری اس بحث سے ہے۔ یہ ہیں :

۱۔ قانونِ خداوندی کی بالاتری

اس ریاست کا اوّلین بنیادی قاعدہ یہ تھا کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور اہل ایمان کی حکومت دراصل "خلافت" ہے جسے مطلق العنانی کے ساتھ کام کرنے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کو لازماً اس قانونِ خداوندی کے تحت رہ کر ہی کام کرنا چاہیے جس کا ماخذ خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سنّت ہے۔ قرآن مجید میں اس قاعدے کو حسب ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے :

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝ (نساء : ۶۰)

اے نبی تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں

اس کتاب پر جو تمھاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انھیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انھیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء: ۶۴)

انھیں بتاؤ کہ ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذن خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے اگر انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوتا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھے تھے تو تمھارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے معافی کی درخواست کرتا، تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (النساء: ۶۵)

نہیں، اے محمد تمھارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسر تسلیم کرلیں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (النساء: ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔ اور جو منہ موڑ گیا تو بہر حال ہم نے تمھیں ان لوگوں پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ؕ وَلَا

تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ﴿النساء: ۱۰۵﴾

اے نبی، ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمھاری طرف نازل کی ہے تاکہ جو راہ راست اللہ نے تمھیں دکھائی ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تم بد دیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ بنو۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿مائدہ: ۴۴﴾

ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی یہ سارے نبی جو مسلم تھے اسی کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح ربانی اور احبار بھی (اسی پر فیصلہ کا مدار رکھتے تھے) کیونکہ انھیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے پس (اے گروہ یہود) تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو اور میری آیات کو ذرا ذرا سے معاوضے لے کر بیچنا چھوڑ دو۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿مائدہ: ۴۵﴾

توراۃ میں ہم نے یہودیوں پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لیے برابر کا بدلہ۔ پھر قصاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ (مائدہ : ۴۷)

ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ٥ (اعراف : ۳)

لوگو! جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سرپرستوں کی پیروی نہ کرو۔ مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (یوسف : ۴۰)

اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ٥ (النور ۵۴)

کہو! اللہ کے مطیع بنو اور رسول کے تابع فرمان بن کر رہو۔ لیکن اگر تم منہ پھیرتے ہو تو خوب سمجھ لو کہ رسول پر جس فرض کا بار رکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار وہ ہے اور تم پر جس فرض کا بار ڈالا گیا ہے اس کے ذمہ دار تم۔ اس کی اطاعت کرو گے تو خود ہی ہدایت پاؤ گے ورنہ رسول کی ذمہ داری اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ صاف صاف حکم پہنچا دے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (نور : ۵۵)

اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی موجودہ حالت خوف کو امن سے بدل دے گا بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (الاحزاب : ۳۶)

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر : ۷)

جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ بستیوں کے لوگوں سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دے وہ اللہ اور رسول اور رشتہ داروں اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ تمھارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔ جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے متعدد ارشادات میں اس اصل الاصول کو پوری صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے:

علیکم بکتاب اللہ، احلوا حلالہٗ وحرموا حرامہٗ [1]

تم پر لازم ہے کتاب اللہ کی پیروی جس چیز کو اس نے حلال کیا ہے اسے حلال کرو اور جسے اس نے حرام کیا ہے اسے حرام کرو۔

ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا وحرّم حُرُماتٍ فلا تنتھکوھا وَحدَّ حدوداً فلا تعتدوھا وسکت عن اشیاء من غیر نسیانٍ فلا تبحثوا عنھا [2]

اللہ نے کچھ فرائض مقرر کیے ہیں انھیں ضائع نہ کرو۔ کچھ حرمتیں مقرر کی ہیں، انھیں نہ توڑو، کچھ حدود مقرر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو اور کچھ چیزوں کے بارے میں سکوت فرمایا ہے بغیر اس کے کہ اسے نسیان لاحق ہوا ہو، ان کی کھوج میں نہ پڑو۔

من اقتدیٰ بکتاب اللہ لا یَضلّ فی الدنیا ولا یشقٰی فی الاخرۃ [3]

جس نے کتاب اللہ کی پیروی کی وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا نہ آخرت میں بدبخت۔

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما، کتاب اللہ وسنّۃ رسولہ [4]

میں نے تمھارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں جنھیں اگر تم تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنّت۔

فامرتکم بہٖ فخذوہ وما نھیتکم عنہ فانتھوا [5]

جس چیز کا میں نے تم کو حکم دیا ہے اسے اختیار کرلو اور جس چیز سے روکا ہے اس سے رک جاؤ۔

---

[1] کنز العمّال بحوالہ طبرانی و مسند احمد، جلد اوّل، حدیث نمبر ۹۰۷ - ۹۶۶، طبع دائرۃ المعارف، حیدرآباد، ۱۹۵۵ء [2] مشکوٰۃ بحوالہ دارقطنی، باب الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ، کنز العمّال، ج ۱، ح ۹۸۱ - ۹۸۲ [3] مشکوٰۃ بحوالہ رزین، باب مذکور [4] مشکوٰۃ، موطّا، باب مذکور کنز العمّال، ج ۱، ح ۸۷۷ - ۹۴۹ - ۹۵۵ - ۱۰۰۱ [5] کنز العمال، ج ۱، ح ۸۸۶۔

۲۔ عدل بین الناس

دوسرا قاعدہ جس پر اس ریاست کی بنا رکھی گئی تھی، یہ تھا کہ قرآن و سنّت کا دیا ہوا قانون سب کے لیے یکساں ہے اور اس کو مملکت کے ادنیٰ ترین آدمی سے لے کر مملکت کے سربراہ تک سب پر یکساں نافذ ہونا چاہیے۔ کسی کے لیے بھی اس میں امتیازی سلوک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کی ہدایت فرماتا ہے کہ:

وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ؕ [۱] اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔

یعنی میں بے لاگ انصاف پسندی اختیار کرنے پر مامور ہوں۔ میرا یہ کام نہیں ہے کہ کسی کے حق میں اور کسی کے خلاف تعصب برتوں۔ میرا سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے اور وہ ہے عدل و انصاف کا تعلق۔ حق جس کے ساتھ ہو میں اس کا ساتھی ہوں اور حق جس کے خلاف ہو میں اس کا مخالف ہوں۔ میرے دین میں کسی کے لیے بھی کوئی امتیاز نہیں ہے۔ اپنے اور غیر، بڑے اور چھوٹے، شریف اور کمین کے لیے الگ الگ حقوق نہیں ہیں۔ جو کچھ حق ہے وہ سب کے لیے حق ہے۔ جو گناہ ہے وہ سب کے لیے گناہ ہے۔ جو حرام ہے وہ سب کے لیے حرام ہے۔ جو حلال ہے وہ سب کے لیے حلال ہے اور جو فرض ہے وہ سب کے لیے فرض ہے۔ میری اپنی ذات بھی قانونِ خداوندی کی اس ہمہ گیری سے مستثنیٰ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس قاعدے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

انما هلك من كان قبلكم انهم كانوا يقيمون الحدّ على الوضيع ويتركون الشريف، والذى

تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ اسی لیے تو تباہ ہوئیں کہ وہ لوگ کم تر درجے کے مجرموں کو قانون کے مطابق سزا دیتے تھے اور اونچے درجے والوں کو چھوڑ دیتے

---

[۱] الشوریٰ: ۱۵

نفس محمد بیدہ لوان فاطمۃ (بنت محمد) فعلت ذالك لقطعت یدھا ؎

تجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر محمد کی اپنی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں:

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقید من نفسہ ؎

میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات سے بدلہ دیتے دیکھا ہے۔

۳۔ مساوات بین المسلمین

اسی قاعدے کی فرع یہ تیسرا قاعدہ ہے جو اس ریاست کے مسلّمات میں سے تھا کہ تمام مسلمانوں کے حقوق بلا لحاظ رنگ و نسل و زبان و وطن بالکل برابر ہیں۔ کسی فرد، گروہ، طبقے یا نسل و قوم کو اس ریاست کے حدود میں نہ امتیازی حقوق حاصل ہو سکتے ہیں اور نہ کسی کی حیثیت کسی دوسرے کے مقابلے میں فروتر قرار پا سکتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات آیت ۱۰)

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ (الحجرات آیت ۱۳)

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں قبیلوں اور قوموں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ذیل ارشادات اس قاعدے کی صراحت کرتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ

اللہ تمھاری صورتیں اور تمھارے مال نہیں دیکھتا بلکہ

؎ بخاری، کتاب الحدود، ابواب نمبر ۱۱-۱۲ ؎ کتاب الخراج، امام ابو یوسف، ص ۱۱۶۔ المطبعۃ السلفیہ، مصر، طبع ثانی ۱۳۵۲ھ، مسند ابو داؤد الطیالسی، حدیث نمبر ۵، طبع دائرۃ المعارف، حیدر آباد ۱۳۲۵ھ

وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ [9]

تمھارے دل اور تمھارے اعمال دیکھتا ہے۔

اَلْمُسْلِمُوْنَ اِخْوَةٌ، لَا فَضْلَ لِاَحَدٍ عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰى [10]

مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی بنا پر۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ، اَلَا اِنَّ ربكم واحد لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاسود على احمر ولا لاحمر على اسود الا بالتقوىٰ [11]

لوگو، سن لو، تمھارا رب ایک ہے، عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، نہ کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے مگر تقویٰ کے لحاظ سے۔

من شهد ان لا اله الا الله واستقبل قبلتنا وصلّٰى صلوٰتنا واكل ذبيحتنا فهو المسلم له ما للمسلم وعليه ما على المسلم [12]

جس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، اور ہمارے قبیلے کی طرف رخ کیا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے۔ اس کے حقوق وہی ہیں جو مسلمان کے حقوق ہیں، اور اس پر فرائض وہی ہیں جو مسلمان کے فرائض ہیں۔

المؤمنون تتكافأ دماؤهم، وهم يد على من سواهم ويسعٰى بذمتهم ادناهم [13]

مومنوں کے خون ایک دوسرے کے برابر ہیں، وہ دوسروں کے مقابلے میں ایک ہیں، اور ان کا ایک ادنیٰ آدمی بھی ان کی طرف سے ذمہ لے سکتا ہے۔

ليس على المسلم جزية [14]

مسلمان پر جزیہ عائد نہیں کیا جا سکتا۔

---

[9] تفسیر ابن کثیر، بحوالۂ مسلم و ابن ماجہ، ج ۴، ص ۲۱۷، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر، ۱۹۳۷ء۔

[10] ابن کثیر، بحوالۂ طبرانی، ج ۴، ص ۲۱۷۔

[11] تفسیر روح المعانی، بحوالۂ بیہقی و ابن مردویہ، ج ۲۶، ص ۱۴۸، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر۔

[12] بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ۲۸۔

[13] ابو داؤد، کتاب الدیات، باب ۱۱۔ نسائی، کتاب القسامہ، باب ۱۰-۱۴۔

[14] ابواب ابو داؤد، کتاب الامارہ، باب ۳۴۔

۴۔ حکومت کی ذمّہ داری

چوتھا اہم قاعدہ جس پر یہ ریاست[۱] قائم ہوئی تھی، یہ تھا کہ حکومت اور اس کے اختیارات اور اموال، خدا اور مسلمانوں کی امانت ہیں جنھیں خدا ترس، ایماندار اور عادل لوگوں کے سپرد کیا جانا چاہیے اور اس امانت میں کسی شخص کو من مانے طریقے پر یا نفسانی اغراض کے لیے تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۞ [۱۵]

اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہلِ امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔ اللہ تمھیں اچھی نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الا کلکم راعٍ و کلکم مسئول عن رعیتہ فالامام الاعظم الذی علی الناس راعٍ وھو مسئول عن رعیتہ [۱۶]

خبردار رہو، تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور ہر ایک اپنی رعیّت کے بارے میں جوابدہ ہے اور مسلمانوں کا سب سے بڑا سردار جو سب پر حکمراں ہو، وہ بھی راعی ہے اور رعیّت کے بارے میں جوابدہ ہے۔

ما من والٍ یلی رعیتہ من المسلمین فیموت وھو غاشٌ لھم الا حرّم اللہ علیہ الجنّۃ [۱۷]

کوئی حاکم جو مسلمانوں میں کسی رعیت کے معاملات کا سربراہ ہو، اگر اس حالت میں مرے کہ وہ ان کے ساتھ دھوکا اور خیانت کرنے والا تھا تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

---

[۱۵] النساء: ۵۸ [۱۶] بخاری، کتاب الاحکام، باب ۱۔ مسلم، کتاب الامارہ، باب ۵
[۱۷] بخاری، کتاب الاحکام، باب ۸ مسلم، کتاب الایمان، باب ۶۱۔ کتاب الامارہ، باب ۵۔

مامن امیر یلی امر المسلمین ثم لایجھد لھم ولا ینصح الا لم یدخل معھم فی الجنۃ [۱۸]

کوئی حاکم جو مسلمانوں کی حکومت کا کوئی منصب سنبھالے پھر اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے جان نہ لڑائے اور خلوص کے ساتھ کام نہ کرے وہ مسلمانوں کے ساتھ جنّت میں قطعاً نہ داخل ہوگا۔

یا اباذر انك ضعیف وانھا امانۃ وانھا یوم القیامۃ خزی وندامۃ الا من اخذ بحقھا وادی الذی علیہ فیھا [۱۹]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضؓ سے فرمایا۔ اے ابوذر، تم کمزور آدمی ہو اور حکومت کا منصب ایک امانت ہے اور قیامت کے روز وہ رسوائی اور ندامت کا موجب ہوگا سوائے اس شخص کے جو اس کے حق کا پورا پورا لحاظ کرے اور جو ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے اسے ٹھیک ٹھیک ادا کرے۔

من اخون الخیانۃ تجارۃ الوالی فی رعیتہ [۲۰]

کسی حاکم کا اپنی رعیت میں تجارت کرنا بدترین خیانت ہے۔

من ولی لنا عملا ولم تکن لہ زوجۃ فلیتخذ زوجۃ ومن لم یکن لہ خادم فلیتخذ خادما ولیس لہ مسکن فلیتخذ مسکناً، ولیس لہ دابۃ فلیتخذ دابۃ، فمن اصاب سوی ذالك فھو غال او سارق [۲۱]

جو شخص ہماری حکومت کے کسی منصب پر ہو وہ اگر بیوی نہ رکھتا ہو تو شادی کر لے، اگر خادم نہ رکھتا ہو تو ایک خادم حاصل کر لے۔ اگر گھر نہ رکھتا ہو تو ایک گھر لے لے۔ اگر سواری نہ رکھتا ہو تو ایک سواری لے لے۔ اس سے آگے جو شخص قدم بڑھاتا ہے وہ خائن ہے یا چور۔

---

[۱۸] مسلم کتاب الامارہ، باب ۵۔ [۱۹] کنز العمال، ج ۶، ح ۲۲۶۸
[۲۰] کنز العمال، ج ۶، ح ۸۷، [۲۱] کنز العمال، ج ۶، ح ۳۴۶

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ فرماتے ہیں :

من یکن امیراً فانه من اطول الناس حسابا واغلظه عذابا، ومن لایکون امیراً فانه من ایسر الناس حساباً واهونه عذاباً لان الامراء اقرب الناس من ظلم المؤمنین و من یظلم المؤمنین فانما یخفر الله [۲۲]

جو شخص حکمراں ہو اس کو سب سے زیادہ بھاری حساب دینا ہوگا اور وہ سب سے زیادہ سخت عذاب کے خطرے میں مبتلا ہوگا اور جو حکمراں نہ ہو اس کو ہلکا حساب دینا ہوگا اور اس کے لیے ہلکے عذاب کا خطرہ ہے کیوں کہ حکام کے لیے سب سے بڑھ کر اس بات کے مواقع ہیں کہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں پر ظلم ہو اور جو مسلمانوں پر ظلم کرے وہ خدا سے غداری کرتا ہے۔

حضرت عمر رضؓ کہتے ہیں :

لوهلك حمل من ولد الضان ضیاعاً بشاطئ الفرات خشیت ان یسألنی الله [۲۳]

دریائے فرات کے کنارے ایک بکری کا بچہ بھی اگر ضائع ہو جائے تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ اللہ مجھ سے بازپرس کرے گا۔

۵۔ شوریٰ

اس ریاست کا پانچواں اہم قاعدہ یہ تھا کہ سربراہِ ریاست مسلمانوں کے مشورے اور ان کی رضامندی سے مقرر ہونا چاہیے اور اسے حکومت کا نظام بھی مشورے سے چلانا چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے :

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ [۲۴] — اور مسلمانوں کے معاملات باہمی مشورے سے چلتے ہیں۔

---

[۲۲] کنز العمال، ج ۵، ح ۲۵۰۵ [۲۳] کنز العمال، ج ۵، ح ۲۵۰۲ [۲۴] الشوریٰ : ۳۸

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ (آل عمران ۱۵۹) اور اے نبی ان سے معاملات میں مشاورت کرو۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپؐ کے بعد ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس کے متعلق نہ قرآن میں کوئی حکم ہو اور نہ آپؐ سے ہم نے کچھ سنا ہو تو ہم کیا کریں؟ فرمایا:

اجمعوا العابدین من امتی و اجعلوہ بینکم شوری ولا تقضوا برأی واحد [۲۵] — میری امت کے عابد لوگوں کو جمع کرو اور اس معاملے کو آپس کے مشورے کے لیے پیش کر دو۔ کسی ایک شخص کی رائے پر فیصلہ نہ کر ڈالو۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں:

من دعا الی امارۃ نفسہ او غیرہ من غیر مشورۃ من المسلمین فلا یحل لکم ان لا تقتلوہ [۲۶] — جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر اپنی یا کسی اور شخص کی امارت کے لیے دعوت دے تو تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ اسے قتل نہ کرو۔

ایک اور روایت میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل ہوا ہے:

لا خلافۃ الا عن مشورۃ [۲۷] — مشورے کے بغیر خلافت نہیں۔

۶۔ اطاعت فی المعروف

چھٹا قاعدہ جس پر یہ ریاست قائم کی گئی تھی، یہ تھا کہ حکومت کی اطاعت صرف معروف میں واجب ہے، معصیت میں کسی کو اطاعت کا حق نہیں پہنچتا۔ دوسرے الفاظ میں اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور حکام کا صرف وہی حکم ان کے ماتحتوں اور رعیت کے لیے واجب الاطاعت ہے جو قانون کے مطابق ہو۔ قانون کے خلاف حکم دینے کا نہ انھیں حق پہنچتا ہے اور نہ کسی کو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں خود

---

[۲۵] تفسیر روح المعانی، ج ۲۵، ص ۴۲ [۲۶] کنز العمال، ج ۵، ح ۲۵۷۷ [۲۷] کنز العمال، ج ۵، ح ۲۳۵۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو بھی اطاعت فی المعروف کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے حالانکہ آپؐ کی طرف سے کسی معصیت کا حکم صادر ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ [۲۸]	اور یہ کہ وہ کسی امر معروف میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

السمع والطاعة علی المرء المسلم فیما احب اوکرہ مالم یومر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة [۲۹]	ایک مسلمان پر اپنے امیر کی سمع وطاعت فرض ہے خواہ اس کا حکم اسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ اور جب معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر کوئی سمع وطاعت نہیں۔
لاطاعة فی معصیة اللہ، انما الطاعة فی المعروف [۳۰]	اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے اطاعت صرف معروف میں ہے۔

یہ مضمون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بکثرت ارشادات میں مختلف طریقوں سے نقل ہوا ہے کہیں آپؐ نے فرمایا لاطاعة لمن عصی اللہ (جو اللہ کی نافرمانی کرے، اس کے لیے کوئی اطاعت نہیں) کہیں فرمایا لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لیے کوئی اطاعت نہیں) کہیں فرمایا لاطاعة لمن لم یطع اللہ (جو اللہ کی اطاعت نہ کرے اس کے لیے کوئی اطاعت نہیں) کہیں فرمایا من امرکم من الولاة بمعصیة فلا تطیعوہ (حکام میں سے جو کوئی تمہیں کسی معصیت کا حکم دے اسکی اطاعت نہ کرو) [۳۱]

---

[۲۸] الممتحنہ، ۱۲ [۲۹] بخاری، کتاب الاحکام، باب، ۴۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب ۸۔ ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب، ۹۵۔ نسائی، کتاب البیعہ، باب ۳۳۔ ابن ماجہ، ابواب الجہاد، باب، ۴۰۔

[۳۰] مسلم، کتاب الامارۃ، باب، ۸۔ ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب، ۹۵۔ نسائی، کتاب البیعہ، باب ۳۳۔

[۳۱] کنزالعمال، ج ۶، احادیث نمبر ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۹، ۳۰۱۔

حضرت ابوبکرؓ اپنے ایک خطبے میں فرماتے ہیں:

من ولی امر امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فلا یقم فیھم بکتاب اللہ فعلیہ بھلة اللہ ۳۲

جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے معاملات میں سے کسی معاملے کا ذمہ دار بنایا گیا اور پھر اس نے لوگوں کے درمیان کتاب اللہ کے مطابق کام نہ کیا اس پر اللہ کی لعنت۔

اسی بنا پر خلیفہ ہونے کے بعد انھوں نے اپنی پہلی ہی تقریر میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ:

اطیعونی ما اطعت اللہ ورسولہ فاذا عصیت اللہ ورسولہ فلا طاعة لی علیکم ۳۳

میری اطاعت کرو جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا رہوں اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو میری کوئی اطاعت تم پر نہیں ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حق علی الامام ان یحکم بما انزل اللہ وان یؤدی الامانة، فاذا فعل ذالك فحق علی الناس ان یسمعوا لہ وان یطیعوا وان یجیبوا اذا دعوا ۳۴

مسلمانوں کے فرماں روا پر یہ فرض ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ کرے اور امانت ادا کرے پھر جب وہ اس طرح کام کر رہا ہو تو لوگوں پر یہ فرض ہے کہ اس کی سنیں اور مانیں اور جب انھیں پکارا جائے تو لبیک کہیں۔

اپنی خلافت کے زمانے میں انھوں نے اپنے ایک خطبے میں یہ اعلان فرمایا:

---

۳۲ کنز العمال، ج ۵۔ ح، ۲۵۰۵۔

۳۳ کنز العمال، ج ۵۔ ح، ۲۳۸۳۔ ایک دوسری روایت میں حضرت ابوبکرؓ کے الفاظ یہ ہیں وان عصیت اللہ فاعصونی (اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو تم میری نافرمانی کرو) کنز العمال، ج ۵۔ ح، ۲۳۳۔

۳۴ کنز العمال، ج ۵۔ ح، ۲۵۳۔

ما امرتکم به من طاعة الله فحق علیکم طاعتی فیما احببتم و ما کرھتم، وما امرتکم به من معصیة الله فلا طاعة لاحد فی المعصیة۔ الطاعة فی المعروف الطاعة فی المعروف، الطاعة فی المعروف [۳۵]

میں اللہ کی فرماں برداری کرتے ہوئے تم کو جو حکم دوں اس کی اطاعت تم پر فرض ہے، خواہ وہ حکم تمھیں پسند ہو یا ناپسند۔ اور جو حکم میں تمھیں اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دوں تو معصیت میں کسی کے لیے اطاعت نہیں۔ اطاعت صرف معروف میں ہے، اطاعت صرف معروف میں ہے۔ اطاعت صرف معروف میں ہے۔

۷۔ اقتدار کی طلب و حرص کا ممنوع ہونا

یہ قاعدہ بھی اس ریاست کے قواعد میں سے تھا کہ حکومت کے ذمہ دارانہ مناصب کے لیے عموماً اور خلافت کے لیے خصوصاً وہ لوگ سب سے زیادہ غیر موزوں ہیں جو خود عہدہ حاصل کرنے کے طالب ہوں اور اس کے لیے کوشش کریں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا۔ (القصص: ۸۳)

وہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو زمین میں نہ اپنی بڑائی کے طالب ہوتے ہیں اور نہ فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انا واللہ لا نولّی علی عملنا ھذا احداً سألہ او حرص علیه [۳۶]

بخدا ہم اپنی اس حکومت کا منصب کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو اس کا طالب ہو یا اس کا حریص ہو۔

---

[۳۵] کنز العمال، ج ۵۔ ح ۲۵۸۷

[۳۶] بخاری، کتاب الاحکام، باب ۷۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب ۳۔

ان اخونکم عندنا من طلبہ [۳۷]

تم میں سب سے بڑھ کر خائن ہمارے نزدیک وہ ہے جو اسے خود طلب کرے۔

ان لانستعمل علمنا من ارادہ [۳۸]

ہم اپنی حکومت میں کسی ایسے شخص کو عامل نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے۔

یا عبدالرحمٰن بن سمرۃ لاتسأل الامارۃ فانک اذا اوتیتھا عن مسئلۃ وکلت الیھا، وان اوتیتھا عن غیر مسئلۃ اعنت علیھا [۳۹]

(عبدالرحمٰن بن سمرہ سے حضورؐ نے فرمایا) اے عبدالرحمٰن بن سمرہ امارت کی درخواست نہ کرو کیوں کہ اگر وہ تمہیں مانگنے پر دی گئی تو خدا کی طرف سے تم کو اسی کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ اور اگر وہ تمہیں بے مانگے ملی تو خدا کی طرف سے تم کو اس کا حق ادا کرنے میں مدد دی جائے گی۔ [۴۰]

۸ - ریاست کا مقصدِ وجود

اس ریاست میں حکمراں اور اس کی حکومت کا اوّلین فریضہ یہ قرار دیا گیا تھا کہ

---

[۳۷] ابوداؤد کتاب الامارہ، باب ۲

[۳۸] کنزالعمّال، ج ۶، ح ۲۰۶۔ [۳۹] کنزالعمّال، ج ۶، ح ۶۹

[۴۰] اس مقام پر کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ اگر یہ اسلام کا اصول ہے تو پھر حضرت یوسفؑ نے مصر کے بادشاہ سے حکومت کا منصب کیوں مانگا تھا۔ دراصل حضرت یوسفؑ کسی مسلمان ملک اور اسلامی حکومت میں نہیں بلکہ ایک کافر ملک اور کافر حکومت میں تھے۔ وہاں ایک خاص نفسیاتی موقع پر انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس وقت اگر میں بادشاہ سے حکومت کا بلند ترین منصب طلب کروں تو وہ مجھے مل سکتا ہے اور اس کے ذریعہ سے میں اس ملک میں خدا کا دین پھیلانے کے لیے راستہ نکال سکتا ہوں۔ لیکن اگر میں طلب اقتدار سے باز رہوں تو اس کافر قوم کی ہدایت کے لیے جو نادر موقع مجھے مل رہا ہے وہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ ایک خاص صورت حال تھی جس پر اسلام کا عام قاعدہ چسپاں نہیں ہوتا۔

وہ اسلامی نظامِ زندگی کو کسی ردو بدل کے بغیر جوں کا توں قائم کرے اور اسلام کے معیار اخلاق کے مطابق بھلائیوں کو فروغ دے اور برائیوں کو مٹائے۔ قرآن مجید میں اس ریاست کا مقصدِ وجود یہ بیان کیا گیا کہ :

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (الحج : ۴۱)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے۔

اور یہی قرآن کی رو سے امتِ مسلمہ کا مقصدِ وجود بھی ہے :

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرۃ : ۱۴۳)

اور اس طرح ہم نے تم کو ایک بیچ کی امت (یا راہِ اعتدال پر قائم رہنے والی امت) بنادیا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران: ۱۱۰)

تم وہ بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی صلاح و ہدایت) کے لیے نکالا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

علاوہ بریں جس کام پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ سے پہلے کے تمام انبیاء مامور تھے وہ قرآن مجید کی رو سے یہ تھا کہ اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ[41] (دین کو قائم کرو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ) غیر مسلم دنیا کے مقابلے میں آپؐ کی ساری جد و جہد صرف اس غرض کے لیے تھی کہ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ[42] (دین پورا کا پورا صرف اللہ کے لیے ہو جائے) اور تمام انبیاء کی امتوں کی طرح آپؐ کی امت کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ[43] (یکسو ہو کر اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے) اس لیے آپؐ کی قائم کردہ ریاست کا اصل کام ہی یہ تھا کہ دین کے پورے نظام کو

---

[41] الشوریٰ، ۱۳ [42] الانفال، ۳۹ [43] البیّنہ، ۵

قائم کرے اور اس کے اندر کوئی ایسی آمیزش نہ ہونے دے جو مسلم معاشرے میں دو رنگی پیدا کرنے والی ہو۔ اس آخری نکتے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب اور جانشینوں کو سختی کے ساتھ متنبہہ فرما دیا کہ :

من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد [۴۴]	جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالے جو اس کی جنس سے نہ ہو اس کی بات مردود ہے۔
ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ [۴۵]	خبردار! نرالی باتوں سے بچنا، کیوں کہ ہر نرالی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔
من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام [۴۶]	جس نے کسی بدعت نکالنے والے کی توقیر کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد دی۔

اسی سلسلے میں آپؐ کا یہ ارشاد بھی ہمیں ملتا ہے کہ تین آدمی خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہیں اور ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو :

مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ [۴۷]	اسلام میں جاہلیت کا کوئی طریقہ چلانا چاہے۔

۹ - امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حق اور فرض

اس ریاست کے قواعد میں سے آخری قاعدہ جو اس کو صحیح راستہ پر قائم رکھنے کا ضامن تھا، یہ تھا کہ مسلم معاشرے کے ہر فرد کا نہ صرف یہ حق ہے بلکہ یہ اس کا فرض بھی ہے کہ کلمۂ حق کہے، نیکی اور بھلائی کی حمایت کرے اور معاشرے یا مملکت میں جہاں بھی غلط اور ناروا کام ہوتے نظر آئیں ان کو روکنے میں اپنی امکانی حد تک پوری کوشش صرف کر دے۔ قرآن مجید کی ہدایات اس باب میں یہ ہیں :

---

[۴۴] مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ [۴۵] مشکوٰۃ، باب الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ
[۴۶] ؍؍ ؍؍ ؍؍ [۴۷] ؍؍ ؍؍ ؍؍

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ [۴۸]

نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا [۴۹]

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور درست بات کہو۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ (النساء ۱۳۵)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو، خواہ تمہاری گواہی خود تمہارے اپنے خلاف یا تمہارے والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف پڑے۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ .... وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ [۵۰]

منافق مرد اور عورتیں ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہیں، وہ برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے روکتے ہیں .... اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

قرآن میں اہل ایمان کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ:

اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ [۵۱]

نیکی کا حکم دینے والے، بدی سے منع کرنے والے اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اس معاملہ میں حسب ذیل ہیں:

---

[۴۸] المائدہ : ۲

[۴۹] الاحزاب : ۷۰

[۵۰] التوبہ : ۶۷-۷۱

[۵۱] التوبہ : ۱۱۲

من رأیٰ منکم منکرًا فلیغیرہ بیدہٖ، فان لم یستطع فبلسانہٖ فان لم یستطع فبقلبہٖ وذالک اضعف الایمان ۵۲؎	تم میں سے جو شخص کوئی بُرائی دیکھے اسے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے بدل دے، اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے روکے، اگر یہ بھی نہ کر سکے تو دِل سے اُبرا سمجھے اور روکنے کی خواہش رکھے) اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔
ثم انہا تخلف من بعدھم خلوف یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یومرون، فمن جاھدھم بیدہٖ فھو مومن ومن جاھدھم بلسانہٖ فھو مومن ومن جاھدھم بقلبہٖ فھو مومن ولیس وراء ذالک حبۃ خردل من الایمان ۵۳؎	پھر ان کے بعد نالائق لوگ ان کی جگہ آئیں گے کہیں گے وہ باتیں جو کریں گے نہیں اور کریں گے وہ کام جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا ہے۔ پس جو ان کے خلاف ہاتھ سے جدوجہد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور اس سے کم تر ایمان کا ذرہ برابر بھی کوئی درجہ نہیں ہے۔
افضل الجہاد کلمۃ عدل (او حق) عند سلطان جائر ۵۴؎	سب سے افضل جہاد ظالم حکمراں کے سامنے انصاف کی (یا حق کی) بات کہنا ہے۔
ان الناس اذا رأوا الظالم فلم یاخذوا علی یدیہ اوشک ان یعمھم اللہ بعقاب منہ ۔ ۵۵؎	لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذابِ عام نہ بھیج دے۔

۵۲؎ مسلم، کتاب الایمان، باب ۲۰ ۔ ترمذی، ابواب الفتن، باب ۱۲ ۔ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب ۱۷ ۔ ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب ۲۰ ۔

۵۳؎ مسلم، کتاب الایمان، باب ۲۰۔

۵۴؎ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب ۱۷۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب ۱۲۔ نسائی، کتاب البیعۃ، باب ۳۶۔ ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب ۲۰۔

۵۵؎ ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب ۱۷۔ ترمذی، کتاب الفتن، باب ۱۲۔

انہ ستکون بعدی امراء من صدقھم بکذبھم واعانھم علی ظلمھم فلیس منی ولست منہ [۵۶]

میرے بعد کچھ لوگ حکمراں ہونے والے ہیں جو ان کے جھوٹ میں ان کی تائید کرے اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کرے وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔

سیکون علیکم ائمۃ یملکون ارزاقکم یحدثونکم فیکذبونکم ویعملون فیسیئون العمل لایرضون منکم حتی تحسنوا قبیحھم وتصدقوا کذبھم فاعطوھم الحق مارضوا بہ فاذا تجاوزوا فمن قتل علی ذالک فھو شھید [۵۷]

عنقریب تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن کے ہاتھ میں تمہاری روزی ہوگی۔ وہ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور کام کریں گے تو برے کام کریں گے۔ وہ تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کی برائیوں کی تعریف اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرو۔ پس تم ان کے سامنے حق پیش کرو جب تک وہ اسے گوارا کریں۔ پھر اگر وہ اس سے تجاوز کریں تو جو شخص اس پر قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج من دین اللہ [۵۸]

جس نے کسی حاکم کو راضی کرنے کے لیے وہ بات کی جو اس کے رب کو ناراض کر دے وہ اللہ کے دین سے نکل گیا۔

---

[۵۶] نسائی کتاب البیعہ، باب ۳۴-۳۵
[۵۷] کنز العمال، ج ۶، ح ۲۹۷
[۵۸] کنز العمال، ج ۶، ح ۳۰۹